اقبال مجید

اقبال مجید سیتاپور (اتر پردیش) میں 1934ء میں پیدا ہوئے۔ لکھنؤ سے ایم۔ اے کرنے کے بعد کچھ عرصے تک اسکول میں پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد آل انڈیا ریڈیو سے منسلک ہو گئے۔ ملازمت کے دوران مختلف شہروں میں ان کا قیام رہا۔ ان کی ملازمت کا آخری پڑاؤ بھوپال تھا جہاں وہ اسسٹنٹ اسٹیشن ڈائریکٹر کے عہدے سے سبکدوش ہوئے۔ اور بھوپال ہی میں انہوں نے مستقل سکونت اختیار کی۔

اقبال مجید، عہد جدید کے ایک نامور افسانہ نگار ہیں۔ انہوں نے کئی اعلیٰ درجے کے ڈرامے بھی لکھے ہیں۔ "نمک" اور "کسی دن" ان کے ناول ہیں۔ "دو بھیگے لوگ"، "ایک حلفیہ بیان"، "شہر بدنصیب" اور "تماشا گھر" ان کے افسانوی مجموعے ہیں۔ اقبال مجید نے نئے طرز کے کئی افسانے بھی لکھے ہیں جن میں آج کے انسان کی داخلی اور روحانی الجھنوں کو موضوع بنایا گیا ہے۔ افسانوی تکنیک میں بھی انہوں نے بعض اہم تجربے کیے ہیں۔ مگر کہانی میں کہانی پن کے عنصر کو انہوں نے برقرار رکھا ہے۔ اقبال مجید نے اپنے افسانوں، ڈراموں، اور ناولوں میں سیاسی و سماجی شعور کے ساتھ ساتھ نفسیاتی بصیرت سے بھی بخوبی کام لیا ہے۔

جدید اردو افسانے کی تاریخ میں اقبال مجید کا ایک نمایاں مقام ہے۔

سکون کی نیند اقبال مجید (خلاصہ)

"سکون کی نیند" اقبال مجید کا افسانہ ہے۔ جس میں وہ ایک داستان گو کی حیثیت سے نظر آتے ہیں۔ یہ کہانی ایک ملک "ہوا" کے بادشاہ کی ہے جو اپنی موت کے وقت اپنے بیٹے کو یہ وصیت کرتا ہے کہ بیٹا اپنے محل کے سارے کمرے کھولنا مگر وہ تالا کبھی نہ کھولنا جو ایک سرنگ کے دروازے پر لگا ہے۔ کیونکہ اس سرنگ میں آگ، پانی، مٹی اور ہوا ایک ساتھ قید ہیں۔

بادشاہ کی موت کے بعد شہزادے نے اپنے والد کی وصیت کا احترام نہ کرتے ہوئے وہ دروازہ کھول دیا اور اس میں داخل ہو گیا۔ اسے اس سرنگ میں دو طرح کے آدمی ملے ایک وہ جو جی رہے تھے اور دوسرے وہ جو جیتے جی مر رہے تھے۔ وجہ پوچھنے پر پتہ چلا کہ اس ملک میں وہی جی سکتے ہیں جن کے پاس دولت کی فراوانی ہو۔ کیونکہ وہاں ہوا کے علاوہ بقیہ تمام چیزیں پیسے سے ہی ملا کرتی ہیں۔

شہزادے نے دعا پڑھی اور ہوا کی دیوی کو بلایا۔ دیوی آئی تو شہزادے نے کہا کہ ان سب کو پیسے سے مالامال کر دے تاکہ سب آرام و سکون سے رہ سکیں۔ ہوا کی دیوی نے شہزادے کی بات مانتے ہوئے ایسا ہی کیا۔ دوسرے دن ملک کے باشندے صبح سو کر اٹھے تو دیکھا کہ سبھی کے تکیے کے نیچے دو دو لاکھ روپئے رکھے ہیں۔

اسطرح ملک کے تمام لوگ دولت مند ہو گئے۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ ملک کے کل کارخانے بند ہونے لگے۔ مزدوروں نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ تمام ضروری اشیاء دوسرے ممالک سے آنے لگیں۔ اس طرح باہر کے ملکوں سے آئی چیزیں مہنگی ہو گئیں۔ حکومت کے ہوش و حواس اڑ گئے۔ حکومت نے ملک کے دانشوروں کو بلایا اور مشورے کئے۔ یہ طے کیا گیا کہ چونکہ دیوی نے یہ شرط لگائی تھی کہ رات کو سونے کے بعد ہی تکیے کے نیچے سے روپئے نکلیں گے۔ اس لئے کسی کو رات کو سونے نہ دیا جائے۔

ملک کے سائنسدانوں نے ایسی دوا ایجاد کی جس کے استعمال سے نیند نہ آئے۔ لوگوں کو وہ انجکشن دیا جانے لگا اور اس طرح لوگوں کی نیندیں غائب ہوگئیں۔ حکومت نے ملک میں غریبوں کا ایک بڑا طبقہ تیار کر لیا۔ حکومت کے عہدیدار آرام سے سوتے تھے اور صبح انہیں دو لاکھ روپے مل جاتے تھے۔ وہ سمجھ کر خوش تھے کہ جب چاہیں گے انجکشن کے ذریعے کسی کو بھی کنگال بنا سکتے ہیں۔ دوا نے یہ اثر دکھایا کہ ان کے خون میں ایسا زہر تیار ہوگیا اگر وہ کسی کو کاٹ لیں تو وہ انسان تڑپے بغیر ختم ہوجاتا ہے۔ دولتمند طبقہ اس خوف سے راتوں کو جاگنے لگا کہ کہیں وہ زہریلے لوگ سوتے میں انہیں آ کر نہ کاٹ لیں۔ اور بالآخر انہیں بھی اسی انجکشن کا سہارا لینا پڑا۔

افسانے کے اختتام پر افسانہ نگار نے یہ بتایا ہے کہ برسوں بعد جب اس شہزادے کا اس ملک کی جانب سے گذر ہوا تو اس نے دیکھا کہ ملک کے سبھی باشندے خدا سے یہ دعا مانگ رہے تھے کہ وہ ان سے ساری دولت لے لے اور اس کے بدلے انہیں دو پل سکون کی نیند دے دے۔